سُوۡرَةُ النِّسَاء کی تفسیر Lesson 13: An-Nisa (Ayaat 135 - 147): Day 42

اللہ تعالیٰ آپ کو اور مجھے اَب کہتے ہیں؛

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الْكَافِرِينَ أَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِ الْمُؤْمِنِينَ أَتُرِيدُونَ أَنْ تَجْعَلُوا لِلَّهِ عَلَيْكُمْ سُلْطَانًا مُبِينًا﴿144﴾

اے ایمان والو! مومنوں کو چھوڑ کر کافروں کو دوست نہ بناؤ، کیا تم یہ چاہتے ہو کہ اپنے اوپر اللہ تعالیٰ کی صاف حجت قائم کر لو۔ (144)

نفاق سے نکلنے کے درجے؛ پہلا یہ ہے کہ ایمان والو سے خطاب، پچھلی آیت میں یہ نفاق کی علامت تھی کہ مسلمان اہلِ ایمان کو چھوڑ کر کافروں کو دوست بنائیں تو یہ منافقت ہے۔ یہاں ہمیں فرمایا جارہا ہے کہ تم نے اگر دِل سے سوچ لیا ہے کہ نفاق چھوڑنا ہے تو آؤ کافروں کو دِلی دوست نہ بناؤ۔ "کہ اپنے اوپر اللہ تعالیٰ کی صاف حجت قائم کر لو۔" کیا تم یہ چاہتے ہو کہ اللہ کو اپنے خلاف وجہ دے دو؟ تم اللہ کے دُشمن کے ساتھ دوستی نہ کرو۔

قران پاک کی منافقوں کے خلاف سخت ترین آیت یہ ہے آیت 145:

إِنَّ الْمُنَافِقِينَ فِي الدَّرْكِ الْأَسْفَلِ مِنَ النَّارِ وَلَنْ تَجِدَ لَهُمْ نَصِيرًا﴿145﴾ منافق تو یقیناً جہنم کے سب سے نیچے کے طبقہ میں جائیں گے، ناممکن ہے کہ تو ان کا کوئی مددگار پالے۔ (145)

اَب اپنے ذہن میں تنور یا کوئی گہری کھائی جس میں آگ لگی ہو کو سوچیں۔ جتنا نیچے جائیں گے اُتنا ہی زیادہ گرم ہو گا۔ یا گھر کے اوون کو ذہن میں لائیں۔ جہنم کو نیچے سے گرم کیا جاتا ہے۔ اور اُس کی تپش

اوپر تک جاتی ہے۔ جہنم کے درجات کو درکہ کہتے ہیں۔ جنّت کے بھی درجات ہیں۔ حدیثؐ کے مطابق جنت کے 100 درجات ہیں۔

جنّت کے درجات سیڑھی کی طرح ہیں۔ اوپر کو جاتے ہیں۔ افضل فضل سے ہے اوپر لے جانے والا۔

جہنم کے درک نیچے کو جاتے ہیں۔ سفل نیچے کو کہتے ہیں۔ اسفل یعنی نیچے ہو گیا۔

جیسے سورۃ والتین میں بھی آتا ہے؛

ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ سٰفِلِيْنَ ﴿۵﴾ پھر (رفتہ رفتہ) اس (کی حالت) کو (بدل کر) پست سے پست کر دیا ﴿۵﴾

یہ اپنے اس سخت کفر کی وجہ سے جہنم کے سب سے نچلے طبقے میں داخل کئے جائیں گے «درک» درجہ کے مقابل کا مظہر ہے بہشت میں درجے ہیں ایک سے ایک بلند اور دوزخ میں «درک» ہیں ایک سے ایک پست۔

جتنا کوئی نیچے جائے گا اس کی سزا بھی جہنم کے نچلے درکے میں ہو گی۔ جتنے سخت جُرم اُتنا ہی نچلا درجہ۔ جہنم کے سب سے نچلے درجے کا نام ہے ھاویہ۔ یہ ھوا سے ہے یعنی خواہش۔ یعنی جو خواہشات کے پیچھے چلے اُس کو ھاویہ ملے گی۔ اُس کو ھاویہ میں پھینک دیا جائے گا۔ یعنی جو لوگوں کو خوش کرے اور اللہ کی پرواہ نہ کرے۔ وہاں انہیں کوئی مدد نہیں ملے گی۔

إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا وَأَصْلَحُوا وَاعْتَصَمُوا بِاللَّهِ وَأَخْلَصُوا دِينَهُمْ لِلَّهِ فَأُولَٰئِكَ مَعَ الْمُؤْمِنِينَ وَسَوْفَ يُؤْتِ اللَّهُ الْمُؤْمِنِينَ أَجْرًا عَظِيمًا﴿146﴾ہاں جو توبہ کرلیں اور اصلاح کرلیں اور اللہ تعالیٰ پر کامل

یقین رکھیں اور خالص اللہ ہی کے لئے دینداری کریں تو یہ لوگ مومنوں کے ساتھ ہیں، اللہ تعالیٰ مومنوں کو بہت بڑا اجر دے گا۔(146)

مگر جن لوگوں نے توبہ کرلی۔یعنی جس نے توبہ کرلی۔ یہ ہے وہ مہربان، رحم کرنے والا الودود رَبّ وہ کہتاہے توبہ کرلو۔ شرمندہ ہوکر واپس آجاؤ۔یعنی ہمیں چار کام کرنے ہیں؛

1. جو توبہ کرلیں
2. اور اصلاح کرلیں
3. اور اللہ تعالیٰ پر کامل یقین رکھیں
4. اور خالص اللہ ہی کے لئے دینداری کریں

اللہ کو مضبوطی سے پکڑلو۔ع ص م۔یعنی شدّت سے۔ اور دینداری صرف اللہ کے لئے ہو۔

یہی لوگ مومنین کے ساتھ ہیں۔اللہ ان کو بہترین اَجر دے گا۔اپنے ذہن میں کپڑے لائیں۔کیسے دُھل کر پاک صاف ہو جاتے ہیں۔

مَا يَفْعَلُ اللَّهُ بِعَذَابِكُمْ إِنْ شَكَرْتُمْ وَآمَنْتُمْ وَكَانَ اللَّهُ شَاكِرًا عَلِيمًا﴿147﴾ اللہ تعالیٰ تمہیں سزادے کر کیا کرے گا؟ اگر تم شکر گزاری کرتے رہو اور باایمان رہو، اللہ تعالیٰ بہت قدر کرنے والا اور پورا علم رکھنے والا ہے۔ (147)

اللہ تعالیٰ نے تمہیں اس لئے پیدا نہیں کیا کہ پھر جہنم میں ڈال دے۔ یہ آگ تمہارے لئے نہیں لگائی گئی۔ تمہیں معرفت دی۔ تمہیں فطرت پر پیدا کیا۔پیدا ہونے سے پہلے تم سے اَلست بِرَبِّکُم کا وعدہ لیا۔

تمہاری ہدایت کا انتظام کیا۔ ہدایت اور رہنمائی کے لئے کتابیں اور انبیاء کرامؑ بھیجے۔ دُنیا کو تمہارے لئے سجایا۔ تمہارے لئے ہر چیز کا انتظام کیا۔ تمہیں پالا پوسا اور بڑا کیا۔ کوئی ماں یہ کرتی ہے کہ اپنے بچے کو پیدا کرے، پالے، بڑا کرے اور پھر تنور میں دھکہ دے دے۔ تم ایسی باتیں کیوں کرتے ہو۔ اللہ تم سے محبت کرتا ہے وہ تمہیں جہنم میں نہیں پھینکنا چاہتا۔ اللہ تعالیٰ تمہیں سزا نہیں دے گا لیکن اُس کی دو شرائط ہیں۔ تم یہ کرو کہ "۔۔ اگر تم شکر گزاری کرتے رہو اور با ایمان رہو۔" پھر اللہ تمہاری قدر کرے گا۔ اُس کے پاس تمام علم ہے۔

مفسرین کہتے ہیں کہ شکر کا لفظ پہلے آیا اور ایمان کا بعد میں؛ جواب یہ ہے کہ شکر ہی وہ چشمہ ہے جہاں سے ایمان نکلتا ہے۔ جب تک ہم اللہ کو پہچان کر اُس کی نعمتوں کا شکر ادا نہیں کریں گے تب تک سچّے دِل سے شعوری ایمان بھی نہیں لا سکتے۔ بچے بھی جب ہماری قدر کرتے ہیں اور ہمارا شکر ادا کرتے ہیں پھر ہی فرمانبرادی کرینگے ورنہ تو سر پر چڑھ جاتے ہیں۔

شکر کے تین دَرجات ہیں۔

1. شکر بالقلب: دل سے شکر ادا کرنا۔
2. شکر باللسان: زبان سے شکر اور
3. شکر بالجوارح: اعضاء کے ساتھ شُکر ادا کرنا

اللہ کی فرمانبرداری دِل سے زبان سے اور اپنے ہر اعضاء سے کریں۔ پھر وہ تمہیں جہنم میں نہیں جانے دے گا۔

ایک دفعہ کچھ قیدی آئے، اللہ کے نبیؐ صحابہ کرامؓ کے ساتھ وہاں موجود تھے۔ ایک قیدی عورت کا بچہ گُم ہو گیا وہ دیوانوں کی طرح اُسے ڈھونڈنے لگی۔ جو بچہ سامنے نظر آتا اُس کو پیار کرتی اور دودھ پلانے لگتی، پھر اُسے اپنا بچہ باہر دھوپ میں کھڑا نظر آیا وہ بھاگ کر جاتی ہے اور بچے کے پاؤں چومنے لگتی ہے کہ میرے بچے تمہارے پیر تو نہیں جل گئے۔ اللہ کے نبیؐ یہ منظر دیکھ کر صحابہ کرامؓ سے بولے کیا یہ ماں اپنے بچے کو تنور میں پھینکے گی؟ وہ بولے نہیں یا رسولؐ اللہ۔ ماں بچے کو آگ میں کیسے جلائے گی۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ماں بچے کو آگ میں نہیں ڈال سکتی تو اللہ کیسے ڈالے گا۔ اللہ تو ستّر ماؤں سے زیادہ محبت کرتا ہے۔

جیسے ماں اصلاح کے لئے مارتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں دُکھ اور تکلیف دیتا ہے تاکہ ہمیں بخش دے اور ہمارے گناہ معاف فرما دے۔ اگر تم اپنے اعمال کو سنوار لو اور اللہ تعالیٰ پر اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر سچے دل سے ایمان لے آؤ تو کوئی وجہ نہیں جو اللہ تمہیں عذاب دے۔ وہ تو چھوٹی چھوٹی نیکیوں کی بھی قدر دانی کرنے والا ہے، جو اس کا شکر کرے وہ اس کی عزت افزائی کرتا ہے وہ پورے اور صحیح علم والا ہے۔ جانتا ہے کہ کس کا عمل اخلاص والا اور قبولیت اور قدر کے لائق ہے۔ اسے معلوم ہے کہ کس دل میں قوی ایمان ہے اور کون سا دل ایمان سے خالی ہے، جو اخلاص اور ایمان والے ہیں انہیں بھرپور اور کامل بدلے اللہ تعالیٰ عنایت فرمائے گا۔

(اللہ ہمیں ایمان و اخلاص کی دولت سے مالا مال کرے اور پھر بہترین اجر و ثواب سے عطا فرمائے۔ آمین)

چند باتیں'' شَاكِرًا عَلِيمًا '' پر: " مَا يَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ "اللہ تعالیٰ نے "ما" سوالیہ انداز سے بات کی ہے لیکن اس کے معنی ہیں کہ اللہ تمہیں عذاب نہیں دے گا۔ اس کو عربی میں حروفِ استفہامیہ کہتے ہیں۔

ایک مفہوم یہ ہے کہ اللہ شُکر کرنے والے اور ایمان والے کو عذاب نہیں دے گا۔ اَب یہ بھی مطلب نہیں کہ بس ایمان لاؤ اور شکر کرو تو عذاب نہیں ہو گا بلکہ ایمان اور شکر کے تقاضے بھی پورے کریں۔ اللہ جس کو چاہے گا سزا دے گا یا بخش دے گا۔ اللہ کے لئے کچھ بھی ناممکن نہیں ہے۔

اگلی بات یہ کہ اللہ ہمیں بتارہا ہے۔ ہم سے پوچھ نہیں رہا تا کہ بات زیادہ سمجھ میں آجائے۔

عذاب تب ملنا تھا جب کفر کیا تھا۔ جب کفر دور ہو گیا تو عُذر بھی دور ہو گیا۔ جب ایمان آگیا تو پھر عذاب نہیں ملے گا۔

مثال جب کوئی بیمار ہوتا ہے تو جو دوا ملے کھاتا ہے، آپریشن کروانا پڑے تو کرواتا ہے۔ ہر طرح سے ڈاکٹروں کی بات مانتا ہے۔ تو اللہ کے حکم سے صحت مند ہو جاتا ہے۔ ماں خود بچے کو انجکشن لگواتی ہے۔

اگر ہم صراطِ مستقیم پر رہیں تو صحت مند رہیں گے، ہمیں کسی دوائی یا انجکشن کی ضرورت نہیں رہے گی۔ اللہ ہمیں آزمائش اور تنگی میں نہیں ڈالے گا۔ لیکن اگر ہم کفر، نفاق اور گناہوں والی زندگی سے بیمار ہو جائینگے تو آزمائش اور تنگی سے ہمارا علاج کیا جائے گا۔ پھر صحت مل جائے گی تا کہ قبر کے عذاب اور جہنم سے بچ جائیں گے۔

جب بچے کو سزا مل جاتی ہے تو ماں پھر اُس سے پھر پیار کرتی ہے۔ کہ میرے بچے نے مار کھائی ہے۔ اللہ بھی ہمیں آزمائش اور تنگی دے کر پھر پیار کرتا ہے۔

مفسرین کہتے ہیں کہ اللہ لوگوں کو اُن کے گناہوں پر نہیں پکڑتا۔ اللہ ہم پر غصّہ نہیں اُتارے گا۔ اللہ تعالیٰ ہمارا معاملہ دُرست کرتے ہیں تاکہ دُنیا میں ہی ہمارا حساب صاف ہو جائے اور آخرت میں بچت ہو جائے۔

ہم عام طور پر سمجھتے ہیں کہ جب کوئی مسلمان ہوتا ہے پھر اُس کی نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ شکر پہلے پھر ایمان آیا۔

بعض مفسرین کہتے ہیں کہ پہلے ایمان لاؤ پھر شکر کرو اور نیک اعمال کرو۔ کچھ مفسرین کہتے ہیں کہ شکر ایمان لانے کا وسیلہ ہے۔ جب تک دِل میں شکر نہیں ہو گا اُس وقت تک ایمان نہیں لائے گا۔ پہلے شکر آتا ہے پھر ایمان۔

ایک اور تفسیر یہ بھی ہے کہ جو شکر کرے گا اُس کو بدلہ مل جائے گا۔

ایک اور مفسر کہتے ہیں کہ اللہ "تمہارے تھوڑے اعمال کی بہت زیادہ قدر کرنے والا" ہے۔ حقیقت بھی یہی ہے۔

اللہ کے نبیؐ نے فرمایا کہ کوئی شخص اپنے اعمال کی وجہ سے جنّت میں نہیں جائے گا کیونکہ کسی کے اعمال اتنے بہترین نہیں کہ اُسے جنّت جیسا انعام مل جائے۔ ہر کوئی اللہ کی رحمت سے جنّت میں جائے گا۔

صحابہ کرامؓ نے فرمایا کہ یارسول اللہ۔ آپؐ کے ساتھ بھی یہی قانون ہے؟ آپؐ نے فرمایاہاں میرے ساتھ بھی یہی معاملہ ہو گا۔

اَب سوال یہ ہے کہ اگر نیک اعمال سے جنّت نہیں ملنی تو کیا پھر بھی ہم نیک اعمال کرتے رہیں؟

جب میرے اعمال جنّت تک نہیں پہنچائیں گے تو پھر میں نماز روزہ کیوں کروں؟ اللہ کی رحمت سے جنّت میں چلا جاؤں گا۔ جواب یہ ہے کہ ہمارے اعمال تواِس قابل نہیں کہ جنّت ملے لیکن ہماری کوششوں کو دیکھ کر اللہ کو رحم آئے گا۔ اللہ یہ دیکھے گا کہ ہم نے اللہ کے احکام کی اطاعت کی ہے۔ اللہ کسی کی ظلم یانافرمانی دیکھ کر تواُس سے خوش نہیں ہو گا۔ اس لئے نیک اعمال کرتے رہیں۔

ہمارابچاؤ صرف اِس حالت میں ہو گا کہ ہمارارَبّ ہم سے راضی ہو۔

روزِ قیامت ہم اللہ کے سامنے ایسی حالت میں پیش نہ ہوں کہ اللہ ہم پر ناراض ہو۔ یہ نہ ہو کہ ہم نے اللہ کو اپنی نافرمانی کی وجہ سے غصّہ دلا دیاہو اور اللہ کو ہماری چھوٹی نیکیاں بھی پسند نہ آئیں۔

اللہ یہ دیکھے گا کہ ہم اللہ کو راضی کرنے کے لئے کیسے کوششیں کرتے رہے۔ دل میں اللہ سے ڈرتے تھے۔ اللہ سے محبت بھی کرتے تھے لیکن کبھی کوئی کمی رہ گئی تو اللہ معاف فرمادے گا۔ جیسے اگر کسی بچے کو کچھ چاہئیے وہ پیسے جمع کرتا ہے، کچھ کم پڑ جائیں توماں مدد کر کے لے دیتی ہے۔

اللہ کیسے قدر دان ہے؟ مسجد کی صفائی کے لئے کوئی تنکا بھی اُٹھائے گا تو حدیثؐ کے مطابق اللہ اُس پر رحم کرے گا۔ اللہ کے دین کے کاموں میں چھوٹی سے چھوٹی نیکی بھی ضرور کریں۔

حدیثؐ کا خلاصہ: ایک انسان اللہ کی یاد میں ایک آنسو بھی بہاتا ہے تو اللہ اُس کی قدر کرے گا۔

ایک اور حدیث ؐمیں ہے۔ روزِ قیامت میں کسی کے گناہ اور نیکیاں برابر ہونگے تو وہاں پھنس جائے گا۔ پھر وہ اللہ کی اجازت سے اپنے سب گھر والوں کے پاس باری باری جائے گا کہ پلیز مجھے ایک نیکی دے دو۔ کوئی اُسے ایک نیکی تک نہیں دے گا۔ وہ پریشان حال اللہ کے پاس واپس آجائے گا۔ کوئی مدد نہیں کرے گا۔ کوئی کچھ نہیں دے گا۔ پھر اللہ اُس پر رحم فرمائے گا اور فرشتوں سے کہے گا ایک ڈبیا لے کر آؤ۔ اُس میں ایک موتی ہو گا۔ وہ موتی میزان کے پلڑے کو بھاری کر دے گا۔ اور بخشش ہو جائے گی۔ وہ آدمی پوچھے گا یا اللہ یہ کیا تھا۔ اللہ فرمائے گا کہ ایک دِن تمہاری آنکھ سے میرے خوف سے ایک آنسو نکلا تھا۔ وہ میں نے سنبھال کرر کھا تھا۔ مجھے معلوم تھا تمہیں آج ضرورت ہو گی۔ اللہ ایک آنسو کی بھی قدر کرنے والا ہے۔

دوسروں کو دُکھ نہ سُنائیں۔ اللہ کو سنائیں لوگ چار دِن سُن کر پھر تنگ آجاتے ہیں۔ اللہ بندے کو ہنساتا اور رُلاتا ہے۔ کبھی دُعائیں مانگ کر تنگ نہ آئیں۔ کہ میری دُعا تو قبول ہی نہیں ہوتی۔ آپ کی وہ دعائیں جو قبول نہ ہوئیں۔ وہ روزِ قیامت آپ کو نیکیوں کی صورت میں ملیں گی۔ اُس دِن انسان خواہش کرے گا کہ کاش میری کوئی دعا قبول نہ ہوئی ہوتی۔ اللہ آپ کی ہر ہر دعا کو سنتا اور آپ کی بہتری کے فیصلے کرتا ہے۔

اللہ بندے کی اُس وقت مدد کرتا ہے جب ہمیں ضرورت ہوتی ہے۔ یہ وہ ہستی ہے جب آپ کی کوئی دوسرا ضرورت پوری نہیں کرتا۔ عین وقت پر اللہ کی مدد آجاتی ہے۔ یہ وہ شاکراً علیما ذات ہے۔ جیسے بعض اوقات آپ کی شدید حالت میں اندر کی جیب سے پیسے نکل آتے ہیں۔

کبھی کسی نیکی کو چھوٹی سمجھ کر نہ چھوڑیں۔ اللہ بڑی بڑی نیکیوں جیسا اَجر و ثواب عطا فرما دے گا۔ چھوٹی چھوٹی نیکی سے بڑی نیکی کے مواقع ملتے ہیں۔

امام ابنِ قیمؒ کے اِن آیات کے بارے میں خوبصورت شعر ہیں۔ ترجمہ؛ اور وہ قدر دان ہے ہر گز اُن کی کوششوں کو ضائع نہیں کرے گا۔ یہ بندوں کا حق نہیں بلکہ اللہ کا بندوں پر احسان ہے۔ لیکن شرط صرف یہ ہے کہ یہ نیکیاں احسان اور اخلاص سے کی جائیں۔ اگر اللہ پوری دنیا کو پکڑ کر آگ میں ڈال دے تو وہ اُس کا عدل ہے۔ دنیا اِسی قابل ہے۔ اور اگر اللہ ساری دُنیا کو جنّت میں ڈال دے تو یہ اُس کا انعام ہے۔ تمام تعریفیں اللہ رَب الرحمان کے لئے ہیں۔

ہم کسی خوش فہمی میں نہ رہیں کہ پتا نہیں کتنے نیک ہیں۔ اللہ سے یہی دُعا کریں کہ اللہ کا رحم ہم پر نازل ہو جائے۔ اللہ سے دُعا ہے کہ اللہ ہم سے راضی ہو جائے۔ آمین